قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

منگل 07 جولائی 2020ء | 15 ذوالقعدہ 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:162

فرمانِ رسول ﷺ

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا وَقَدْ أَنْزَلَ مَعَهُ دَوَاءً، جَهِلَهُ مِنْكُمْ مَنْ جَهِلَهُ، وَعَلِمَهُ مِنْكُمْ مَنْ عَلِمَهُ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اللہ عزوجلّ نے جو بیماری بھی اتاری ہے، اس کی شفاء بھی اتاری ہے، جو جان لیتا ہے سو جان لیتا ہے اور جو ناواقف رہتا ہے سو ناواقف رہتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 4267)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

علم الابدان اور علم الادیان

ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں جو طب جسمانی کے قواعد کلیّہ اور اصول علمیہ اور ستّہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم الابدان اور علم الادیان میں نہایت گہرے اور عمیق تعلقات ہیں اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں۔ اور جب میں نے ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر جو طب جسمانی کی کتابیں تھیں قرآن شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طب جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں۔ (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۳)

میرا مذہب یہ ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں۔ ہر ایک بیماری کا علاج ہوسکتا ہے۔ جس مرض کو طبیب لاعلاج کہتا ہے اس سے اسکی مراد یہ ہے کہ طبیب اسکے علاج سے آگاہ نہیں ہے۔ ہمارے تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ بہت سی بیماریوں کو اطبا اور ڈاکٹروں نے لاعلاج بیان کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے شفا پانے کے واسطے بیمار کیلئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دی۔ بعض بیمار بالکل مایوس ہو جاتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اسکے ہاتھ میں سب شفا ہے۔

سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراس والے ایک ضعیف آدمی ہیں۔ ان کو مرض ذیابیطس بھی ہے اور ساتھ ہی کاربنکل نہایت خوف ناک شکل میں نمودار ہوا اور پھر عمر بھی بڑھاپے کی ہے۔ ڈاکٹروں نے نہایت گہرا چیرا دیا اور ان کی حالت نہایت خطرناک ہوگئی یہاتنک کہ ان کی نسبت خطرہ کے اظہار کے خطوط آنے لگے۔ تب میں نے ان کے واسطے بہت دعا کی تو ایک روز اچانک ظہر کے وقت الہام ہوا ’’آثار زندگی‘‘۔ اس الہام کے بعد تھوڑی دیر میں مدراس سے تار آیا کہ اب سیٹھ صاحب موصوف کی حالت روبصحت ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۹)

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۔ (الشعراء ۸۱)

ترجمہ: اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی ہے جو مجھے شفا دیتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

کسی کا کسی معاملہ میں مشورہ کرنا بھی ایک امانت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر مشورے ہیں اگر کوئی کسی عہدیدار سے یا کسی بھی شخص سے مشورہ کرتا ہے تو یہ بالکل ذاتی چیز ہے، ایک امانت ہے۔ تمہارے پاس ایک شخص مشورہ کے لئے آیا، تم نے اپنی عقل کے مطابق اسے مشورہ دیا تو تم نے امانت لوٹانے کا حق ادا کر دیا۔ اب تمہارا کوئی حق نہیں بنتا کہ اس مشورہ لینے والے کی بات آگے کسی اور سے کرو اور اگر کرو گے تو یہ خیانت کے زمرے میں آجائے گی۔ عہدیداران کو بھی، کارکنان کو بھی اس حدیث کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔ سائل نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جب نااہل لوگوں کو حکمران بنایا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب رفع الامانۃ)

پھر طبرانی کبیر میں یہ روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں امانت نہیں، اس میں ایمان نہیں، جس کو عہد کا پاس نہ ہو اس میں دین نہیں، اس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کسی بندے کا اس وقت تک دین درست نہ ہو گا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔ اور اس کی زبان درست نہ ہو گی جب تک اس کا دل درست نہ ہو گا۔ اور جو کوئی کسی ناجائز کمائی سے کوئی مال پائے گا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو اس کو اس میں برکت نہیں دی جائے گی، اور اگر اس میں سے خیرات کرے گا تو قبول نہیں ہو گی اور جو اس میں سے بچ رہے گا وہ اسے دوزخ کی طرف لے جانے کا موجب ہو گا۔ بری چیز بری چیز کا کفارہ نہیں بن سکتی، البتہ اچھی چیز اچھی چیز کا کفارہ ہوتی ہے۔ (کنز العمال۔ جلد دوم صفحہ ۱۵۔ حیدرآباد)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ اگست 2003ء)

☆...☆...☆

اس شمارہ میں

- نعتِ رسولِ مقبول ﷺ (منظوم)
- محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب کی شخصیت و خدمات
- دل ودماغ روحانی سرور سے سرشار ہو گئے
- تبرکات: بچوں کی نیک تربیت

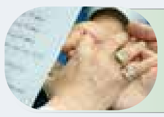

دربارِ خلافت

مجالس کے آداب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر مجالس کی امانتیں ہیں۔ کسی مجلس میں اگر آپ کو دوست سمجھ کر، اپنا سمجھ کر آپ کے سامنے باتیں کر دی جائیں تو ان باتوں کو باہر لوگوں میں کرنا بھی خیانت ہے۔ پھر مجالس میں کسی کے عیب دیکھیں، کسی کی کوئی کمزوری دیکھیں تو اس کو باہر پھیلانا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ جب کہ کسی اور شخص کو بھی بتانا جس کا اس مجلس سے تعلق نہ ہو یہ بھی خیانت ہے۔ ایک بات اور واضح ہو اور ہر وقت ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اگر کسی مجلس میں نظام کے خلاف یا نظام کے کسی رکن کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں تو اس کو پہلے تو وہیں بات کرنے والے کو سمجھا کر اس بات کو ختم کر دینا زیادہ مناسب ہے اور وہیں اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر اصلاح کی کوئی صورت نہ ہو تو پھر بالا افسران تک اطلاع کرنی چاہیے۔

لیکن بعض دفعہ بعض کارکن بھی اس میں Involve ہو جاتے ہیں۔ پتہ نہیں آج کل کے حالات کی وجہ سے مردوں کے اعصاب پر بھی زیادہ اثر ہوجاتا ہے یا مردوں کو بھی بلا سوچے سمجھے عورتوں کی طرح باتیں کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ اس میں بعض اوقات اچھے بھلے سلجھے ہوئے کارکن بھی شامل ہو جاتے ہیں اور ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں پر منفی اثر ڈال سکتی ہیں اور اس طرح غیر محسوس طور پر ایک کارکن دوسرے کارکن کے متعلق بات کر کے یا ایک عہدیدار دوسرے بالا عہدیدار کے متعلق بات کر کے یا اپنے سے کم عہدیدار کے متعلق بات کر کے، لوگوں کے لئے فتنے کا موجب بن رہا ہوتا ہے۔ کمزور طبیعت والے ایسی باتوں کا خواہ وہ چھوٹی باتیں ہی ہوں، برا اثر لیتے ہیں۔ اور ایسے کارکنوں کو بھی جو اپنے ساتھی عہدیداران کے متعلق باتیں کرنے کی عادت پڑ جائے تو منافق بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نظام بھی متاثر ہوتا ہے۔

اس لئے تمام کارکنان اور عہدیداران کو جو ایسی باتیں خواہ مذاق کے رنگ میں ہوں، کرتے ہیں ان کو اپنے عہدوں اور اپنے مقام کی وجہ سے ایسی باتیں کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور ایسی مجلسوں میں بیٹھنے والوں کے لئے یہاں اجازت ہے۔ اب ویسے تو مجلس کی باتیں امانت ہیں باہر نہیں نکلنی چاہئیں۔ لیکن اگر نظام کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں تو یہاں اجازت ہے کہ چاہے وہ اگر نظام کے متعلق ہے یا نظام کے کسی عہدیدار کے متعلق ہیں اور اس سے یہ تاثر پیدا ہو رہا ہے کہ اس میں کئی اعتراض کے پہلو ابھر سکتے ہیں، نکل سکتے ہیں تو اس کو افسران بالا تک پہنچانا چاہیے۔

اور ایک حدیث میں اس کی اس طرح اجازت ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجالس کی گفتگو امانت ہے سوائے تین مجالس کے۔ ایسی مجالس جہاں خون بہانے والوں کے باہمی مشورہ کی مجلس ہو۔ پھر وہ مجلس جس میں بدکاری کا منصوبہ بنے۔ اور پھر وہ مجلس جس میں کسی کا مال ناحق دبانے کا منصوبہ بنایا جائے۔ تو جہاں ایسی سازشیں ہو رہی ہوں جس سے کسی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، ایسی باتیں سن کر متعلقہ لوگوں تک یا افسران تک پہنچانا یہ امانت ہے۔ ان کو نہ پہنچانا خیانت ہو جائے گی۔ تو نظام کے متعلق جو باتیں ہیں وہ بھی اسی زمرہ میں آتی ہیں کہ اگر کوئی نظام کے خلاف بات کر رہا ہو اور بالا افسران تک نہ پہنچائیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ اگست 2003ء)

آج کی دعا

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

(سورۃ الانبیاء۔آیت 88)

ترجمہ:

’’کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔ تو پاک ہے۔ یقیناً میں ہی ظالموں میں سے تھا‘‘۔

یہ قرآنِ مجید کی حضرت یونسؑ کی مصیبت اور ابتلاء سے نجات حاصل کرنے کی دعا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’کہ حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں جو دعا کی تھی کوئی بھی مسلمان وہ دعا کرے تو قبولیت کا موجب ہوتی ہے‘‘۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مہک چمن کے پھول کی، مدح کرے رسولؐ کی
نبیؐ کے حرفِ نام سے ہے ہر کلی میں تازگی
ہے عندلیب کی نوا، صلِ علیٰ نبیِنا
اور التجائے یاسمن، صلی علیٰ محمدِ

نبیؐ کے نور کی ضیا، ہے تارِ شب کی چاندنی
یہ کہہ رہی ہے بس یہی کریں نبیؐ کی پیروی
دل و نظر کی ہے ضیا، صلِ علیٰ نبیِنا
نگاہ اُنؐ کی غم شِکن، صلِ علیٰ محمدِ

وہ نورِ صالحین ہیں، وہ میر طاہرین ہیں
وہ حُسنِ مُحسِنین ہیں، وہ ختمِ مُرسِلین ہیں
کوئی نہیں ہے آپؐ سا، صلِ علیٰ نبیِنَا
ہیں آپؐ دُرِ ذوالمِنن، صلِ علیٰ محمدِ

صدرالعلیٰ ہیں آپؐ ہی، خیرالوریٰ ہیں آپؐ ہی
شمس الضحیٰ ہیں آپؐ ہی، بدرالدجیٰ ہیں آپؐ ہی
ہیں آپؐ مِیرِ انبیاء، صلِ علیٰ نبیِنا
بسا ہے دل میں رات دن، صلِ علیٰ محمدِ

وہؐ ہیں حبیبِ کبریا، اُنؐ سا نہیں ہے دوسرا
ہے اُنؐ سے روح پارسا، وہؐ ہیں خدا کے دلربا
انؐ کی دعائیں بے خطا، صل علیٰ نبیِنا
رحمت ہے اُنؐ سے رات دن، صلِ علیٰ محمد

ہمیں مسیحِ پاک نے یہ ہی ہے اک سبق دیا
ہیں ہم غلامِ مصطفےٰؐ، ہیں ہم نبیؐ کی خاکِ پا
اپنا یہی ہے مُدّعَا، صلِ علیٰ نبینا
رہے نہ دل درود بِن، صلِ علیٰ محمدِ

نبیؐ سے ہم کو الفتیں خدا کی ہم پہ رحمتیں
دورِ مسیحِ پاک میں ملتی گئیں خلافتیں
یہ بھی نبیؐ کا معجزہ، صلِ علیٰ نبیِنا
وہؐ عالمیں کے مُحسِن، صلِ علیٰ محمدِ

نبیؐ سے ہم کو عشق ہے، فِدا ہے اُنؐ پہ زِندگی
یہ تو خدا کا فضل تھا کہ ہم ہوئے ہیں احمدیؐ
وہؐ ہی ہمارے پیشوا، صلِ علیٰ نبیِنا
دل میں یہی ہے رات دن، صلِ علیٰ محمدِ

کلام: ڈاکٹر منورؔ احمد کنڈے

پاکستان، مشرقی افریقہ اور یورپ میں خدمات بجالانے والے منکسر المزاج مربی سلسلہ

محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب کی شخصیت و خدمات

(محمد محمود طاہر)

درمیانہ قد، متبسم گول چہرہ، خوبصورت رنگ، چال میں وقار اور انکسار، خدمتِ سلسلہ اور خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب مربی سلسلہ گوجرانوالہ کے رہنے والے اور پیدائشی احمدی تھے۔آپ 1926ء میں بکلوہ چھاؤنی ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے جہاں آپ کے والدمحترم میاں قمرالدین صاحب (بیعت 1902ء) کاروبار کے سلسلہ میں مقیم تھے۔بکلوہ چھاؤنی پٹھان کوٹ اور ڈلہوزی کے درمیان واقع ہے۔

آپ کے والدمحترم کی بیعت سے قبل ان کے ماموں حضرت میراں بخش صاحب داخل احمدیت ہو چکے تھے انکی تحریک پر ہی آپ کے والد اور پھر چچا مکرم قائم دین صاحب نے بیعت کر لی۔آپ کا خاندان گوجرانوالہ کا رہائشی تھا لیکن آپ کے والد محترم کاروبار کے سلسلہ میں بکلوہ چھاؤنی آ گئے۔مولانا منیر الدین احمد صاحب نے ابتدائی تعلیم اسی علاقے میں حاصل کی۔حضرت مصلح موعودؓ موسم گرما میں ڈلہوزی تشریف لے جاتے تھے پہاڑی راستہ کی وجہ سے آپ کے والد اکیلے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ملاقات کے لئے جایا کرتے تھے۔مولوی صاحب کو حضرت مصلح موعودکی پہلی زیارت جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر 1937ء میں نصیب ہوئی۔اسی سال کاروباری حالات خراب ہونے کی وجہ سے آپ کے والد بکلوہ چھوڑ کر قادیان آ گئے اور بچوں کو گوجرانوالہ شفٹ کر دیا۔قادیان میں آپ کے والد صاحب نے مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی کے ساتھ ملکر شوز سٹور کا کاروبار شروع کیا۔مولوی بدوملہی صاحب کا یہ کام آپ کے بیٹے نے گولبازار ربوہ میں رشید بوٹ ہاؤس کے نام سے جاری رکھا۔مولانا منیر الدین احمد صاحب کے والد امرتسر سامان لینے جایا کرتے تھے 1938ء میں ایک بار گئے تو واپس نہ آئے۔تلاش بسیار کے باوجود انکا پتہ نہ لگ سکا۔چنانچہ پھر آپ کی کفالت اور تعلیمی بندوبست آپ کے بڑے بھائیوں نے سنبھال لیا۔

محترم مولانا منیرالدین احمد صاحب کو بچپن میں ہی انکے والد نے حضرت مصلح موعودکی اس تحریک کے تحت وقف کر دیا تھا جس میں حضور نے فرمایا تھا کہ ہر خاندان سے ایک بچہ وقف ہو اور اسکی فیلی اس کو سپورٹ بھی کرے۔چنانچہ والد صاحب کے مفقود الخبر ہونے کے بعد آپ کے بھائیوں نے اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری نبھائی۔محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب نے بی۔اے کرنے کے بعد وقف کے لئے پیش کر دیا۔انٹرویو کے بعد آپ کو جامعۃ المبشرین ربوہ میں داخلہ مل گیا جہاں سے آپ 1959ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

مشرقی افریقہ تقرر

جامعۃ المبشرین سے فارغ ہونے کے بعد آپ کی شادی ہوئی اور شادی کے ایک سال بعد آپ کو 1960ء میں مشرقی افریقہ کے ملک یوگنڈا جانے کا ارشاد ہوا۔چنانچہ آپ نے اپنی فیلی کو گوجرانوالہ چھوڑا اور کراچی سے بذریعہ بحری جہاز نو دنوں کا سفر طے کر کے مباسہ کی بندرگاہ پہنچے۔کچھ دنوں جنجہ میں کام کیا اور پھر آپ نیروبی آ گئے جہاں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مشنری انچارج تھے۔نیروبی سے جماعت کے دو اخبارات ایک انگریزی میں اور ایک سواحیلی میں نکلتا تھا۔اخبارات کی ترسیل و اشاعت پر آپ کی ڈیوٹی لگی نیز آپ انگریزی اخبار کی پروف ریڈنگ بھی کیا کرتے تھے۔محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی مرکز واپسی کے بعد آپ مباسہ میں متعین ہو گئے اور تین سال پورے ہونے پر رخصت پر 1963ء میں مرکز واپس آ گئے۔واپسی بھی بذریعہ بحری جہاز ہی ہوئی تھی۔مرکز آ کر آپ وکالت تبشیر میں خدمت کرتے رہے۔

قیام مرکز کے دوران آپ کو انتخابِ خلافت ثالثہ میں شمولیت کی سعادت بھی ملی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کو مع فیلی کینیا بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔روانگی سے قبل حضورؒ سے ملاقات ہوئی تو حضور نے پوچھا کہ آپ کے کتنے بچے ہیں؟عرض کیا دو بیٹیاں ہیں۔حضورؒ نے فرمایا اچھا اللہ تعالیٰ افریقہ میں بیٹا دے گا۔حضورؒ کی بشارت پوری ہوئی اور کینیا پہنچنے کے ایک سال بعد 1967ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا۔یہ حضور کی قبولیتِ دُعا کا اعجاز تھا اس لئے آپ نے اس بچے کو حضور کی خدمت میں پیش کر کے وقف کر دیا۔حضور نے منظور فرمایا اور ظہیر احمد نام عطا فرمایا۔مکرم ظہیر احمد کھوکھر صاحب (جو خاکسار کے جامعہ احمدیہ ربوہ کے کلاس فیلو ہیں) نے جامعہ سے شاہد پاس کیا اور بہائیت میں تخصص بھی کیا اور پھر جنوبی افریقہ میں خدمات بجالاتے رہے۔آجکل لاہور میں تعینات ہیں۔

آپ کے دوسرے بیٹے مکرم فخر احمد کھوکھر صاحب مقیم جرمنی بیان کرتے ہیں کہ ابا جان بتاتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ تو نے بیٹا عطا فرمایا تو میں نے تیری راہ میں وقف کر دیا، وہ اب تیرا ہو گیا ہے۔تو ہمارے لئے بھی ایک بیٹا عطا فرما!اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو ایک اور بیٹا عطا فرما دیا جس کا نام فخر احمد کھوکھر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کو حفظ قرآن کی سعادت بھی بخشی ہے۔مولوی صاحب کی یہ دعا اس رنگ میں بھی پوری ہوئی کہ آپ نے اپنے زندگی کے آخری ایام اپنے بیٹے فخر احمد کھوکھر کے پاس گزارے۔

محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب کینیا میں سات سال گزارنے کے بعد 1972ء میں واپس مرکز تشریف لے آئے۔کینیا قیام کے دوران آپ کو پہلے کسموں شہر اور پھر مباسہ میں خدمت کی توفیق ملی۔مشرقی افریقہ میں آپ کا عرصہ خدمت پہلی بار تین سال اور دوسری بار سات سال رہا یعنی کل دس سال آپ کا وہاں قیام رہا۔

سویڈن روانگی

مشرقی افریقہ سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد ہی آپ کا تقرر سویڈن ہو گیا۔ان ایام میں سویڈن اور ناروے کے مربی مکرم سید کمال یوسف صاحب تھے۔اور گوٹن برگ میں کرایہ کا مشن ہاؤس تھا۔آپ کے قیام سویڈن کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1973ء، 1975ء اور 1976ء میں سویڈن کا دورہ فرمایا۔پہلے دورہ میں ہی حضورؒ نے سویڈن میں مسجد کے لئے قطعہ اراضی لینے کا ارشاد فرمایا۔چنانچہ 1975ء کے دورہ کے دوران سویڈن کی پہلی مسجد ناصر گوٹن برگ کا حضور رحمہ اللہ نے سنگِ بنیاد رکھا اور اگلے سال اس کا افتتاح فرمایا۔

1976ء میں مولوی صاحب کی مرکز واپسی ہوئی۔مرکز میں آ کر چند ماہ آپ نظارت اصلاح وارشاد کے تحت دہلی گیٹ لاہور متعین ہو گئے اور پھر حضور رحمہ اللہ نے آپ کو دوبارہ سویڈن واپس جانے کا ارشاد فرمایا۔سویڈن پہنچ کر حضور رحمہ اللہ کے ارشاد کے تحت ناروے کی مسجد کے لئے جگہ کی تلاش کیلئے مساعی کی توفیق ملی اور مسجد بیت النور اوسلو کی عمارت خریدی گئی۔جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا اور ناروے میں محترم سید کمال یوسف صاحب مشنری انچارج مقرر ہوئے۔ناروے قیام کے دوران برف سے پھسلنے کی وجہ سے مولانا منیر الدین احمد کے دائیں بازو میں فریکچر ہو گیا۔اس فریکچر کے اثرات آخر عمر تک برقرار رہے اور آپ کے بازو میں خم آ گیا جس کی وجہ سے آپ چلتے ہوئے دائیں طرف جھکاؤ رکھتے تھے۔

قیام سویڈن کا ایک اہم واقعہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو نوبیل پرائز ملنے کی تقریب میں شمولیت کا تاریخی موقع تھا۔یہ دسمبر 1979ء کی بات ہے جب عالمی شہرت یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو فزکس میں نوبیل انعام سے نوازا گیا۔اس تقریب میں مولانا منیر الدین احمد صاحب کو بھی شرکت کے لئے بلایا گیا۔اس موقع پر آپ نے شاہِ سویڈن کو جماعتی لٹریچر بھی پیش کیا۔

آپ کے قیام سویڈن کے دوران ہی ایک اور تاریخی موقع مسجد بشارت سپین کی تقریب سنگ بنیاد بھی تھی۔اس تاریخی موقع کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بنفسِ نفیس 1980ء میں سپین تشریف لے گئے اور سات سو سال بعد سپین میں بننے والی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔اس تاریخی تقریب میں محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب کو سویڈن سے شمولیت کی سعادت ملی۔دسمبر 1980ء میں مولوی صاحب سویڈن سے واپس مرکز آ گئے اور دارالذکر لاہور میں بطور مربی انچارج لاہور آپ کا تقرر ہوا جہاں آپ کو تین سال خدمت کا موقع ملا۔اسی دوران خلافتِ رابعہ کے انتخاب 1982ء میں بھی آپ کو شمولیت کی سعادت ملی۔

تقرر بطور انچارج شعبہ رشتہ ناطہ

1983ء میں آپ کو انچارج شعبہ رشتہ ناطہ مقرر کر دیا گیا اور 1987ء تک آپ اس عہدہ پر کام کرتے رہے۔1987ء تا1991ء آپ جہلم شہر میں بطور مربی سلسلہ متعین رہے اور پھر دس سال نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں خدمات بجالاتے رہے۔اس عرصہ میں آپ کو مسجد مبارک ربوہ میں امامت کی سعادت بھی ملی نیز محترم ناظر صاحب اصلاح وارشاد مرکزیہ کی عدم موجودگی میں مسجد اقصیٰ ربوہ میں جمعہ پڑھانے کے مواقع بھی ملتے رہے۔2001ء میں آپ کو دوبارہ انچارج شعبہ رشتہ ناطہ مقرر کر دیا گیا۔اور پھر 2007ء تک یہ خدمت بجالاتے رہے۔اس دوران 2004ء میں آپ کو جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کا موقع ملا۔اس جلسہ پر آپ کے بیٹے ظہیر احمد کھوکھر صاحب بھی جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے تھے اور خاکسار کو جلسہ میں شمولیت کی سعادت ملی تھی۔اس دوران جماعتی طور پر سیر کرنے والے قافلے میں ہم سیر کے لئے ہمسفر بھی رہے اور مولوی صاحب کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔

2005ء میں مولوی صاحب کی اہلیہ وفات پا گئیں جس کے بعد آپ اکیلے رہ گئے۔آپ کے بیٹے ظہیر احمد کھوکھر صاحب جنوبی افریقہ میں تھے اور وہ اپنی والدہ کی وفات پر ربوہ نہیں آ سکے۔مولوی صاحب رخصت لیکر

2007ء میں کچھ عرصہ اپنے بیٹے کے پاس جنوبی افریقہ چلے گئے۔ ربوہ واپس آ کر آپ رخصت پر جرمنی اپنے بچوں کے پاس چلے گئے اور شعبہ رشتہ ناطہ سے ریٹائرمنٹ لے لی۔لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ جرمنی چلے جائیں اور رشتہ ناطہ جرمنی کا کام سنبھالیں۔چنانچہ آپ جرمنی آ گئے اور نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ جرمنی کے آفس میں خدمات بجالاتے رہے۔

آپ کے بیٹے حافظ فخر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ بیت السبوح فرینکفورٹ قیام کے دوران آپ کو ٹھوکر لگنے سے کولہے کی ہڈی میں تکلیف شروع ہوگئی جس کی وجہ سے آپ چھڑی پکڑ کر بہت آہستہ چلا کرتے تھے۔اس کیفیت میں محترم امیر صاحب جرمنی نے ایک مرتبہ کہا کہ میں جب مولوی صاحب کو اس عمر میں اتنی کوشش کر کے جماعتی خدمت کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں اپنے اندر ایک نئی توانائی محسوس کرتا ہوں اور نیا جذبہ میرے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔یوں جب تک ہمت رہی آپ جماعتی خدمت پر کمربستہ رہے اور قیام جرمنی میں پیرانہ سالی کے باوجود آرام کی بجائے جماعتی کام میں لذت محسوس کرتے رہے۔ 10/جنوری 2010ء کو آپ 84سال کی عمر میں جرمنی میں ہی راہیٔ ملک بقا ہو گئے۔آپ کی میت ربوہ لائی گئی اور بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

قیام جرمنی کے دوران جہاں آپ آخری دموں تک خدمتِ سلسلہ کے لئے مستعد رہے وہاں آپ نے اپنے ذاتی حالات، میدان عمل کے اہم واقعات کو قلمبند کیا اور پھر اشاعت کے لئے روزنامہ الفضل کو بھجوایا۔ آپ کے خود نوشت حالات روزنامہ الفضل اگست 2009ء کے تین شماروں کی زینت بن کر تاریخ احمدیت کا حصہ ہو چکے ہیں۔

شادی اور اولاد

بی۔ اے کرنے کے بعد مولوی منیر الدین احمد صاحب کی پہلی شادی مکرمہ جمیلہ پال صاحبہ بنت فیروز دین پال صاحب کے ساتھ ہوئی۔ آپ کی اہلیہ اول شادی کے ایک سال بعد وفات پا گئیں۔آپ کی دوسری شادی مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم غلام مصطفیٰ صادق صاحب (المعروف جی۔ایم۔صادق) کے ساتھ جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد 1959ء میں ہوئی۔قبل ازیں جلسہ سالانہ 1957ء کے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے نکاح کا اعلان فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹیاں اور دو بیٹے عطا فرمائے:۔

1۔مکرمہ ثمینہ لطیف صاحبہ اہلیہ مکرم عبداللطیف کھوکھر مقیم جرمنی
2۔مکرمہ طاہرہ منظور صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری منظور احمد مقیم کراچی
3۔مکرم ظہیر احمد کھوکھر صاحب مربی سلسلہ حال لاہور
4۔مکرم حافظ فخر احمد کھوکھر صاحب مقیم جرمنی

سیرت کے چند نمایاں پہلو

مولانا منیر الدین احمد صاحب سے کوارٹرز تحریک جدید میں ہماری محلہ داری بھی تھی اور قریبی مراسم بھی۔آپ سے تعلق ربع صدی سے زائد عرصہ تک محیط ہے۔ آپ ہمارے بزرگ بھی تھے اور خاکسار کے والد محترم چوہدری محمد صادق صاحب واقف زندگی سابق اکاؤنٹنٹ وکالت تبشیر کے قریبی دوستوں میں سے بھی۔اکثر آپ دونوں کو نماز عصر کے بعد دوستانہ ماحول میں اکٹھے گفتگو کرتے دیکھا۔ رشتہ ناطہ آپ کا جذبہ بھی تھا اور جنون بھی۔ آپ کے اس جذبہ خدمت سے ہماری فیملی بھی مستفیض ہوئی۔ہمارے خاندان کے بعض رشتے آپ کی تجاویز پر طے ہوئے۔خود خاکسار کے رشتہ کی تجویز بھی آپ کی طرف سے آئی تھی اور جب خاکسار کی شادی ہوئی تو اس موقع پر آپ لڑکی والوں کی طرف سے تقریب رخصتانہ کے مہمانِ خصوصی تھے۔مولانا منیر الدین احمد صاحب کے بڑے بیٹے مکرم ظہیر احمد کھوکھر مربی سلسلہ جامعہ احمدیہ میں میرے کلاس فیلو تھے۔ہم ممہدہ سے شاہد تک ایک سیکشن اور ایک ہی محلہ میں رہے۔

مولانا منیر الدین احمد صاحب کی سیرت کا خلاصہ مسجد، قرآن، جماعتی خدمت اور خدمتِ خلق کے جذبہ کے تحت لوگوں کے عائلی معاملات اور رشتہ ناطہ کے امور میں معاونت تھا۔نماز پنجگانہ باجماعت تو ایک مومن کا خاصہ اور لازمہ ہوتی ہے اور آپ اس کے پابند تھے۔قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا جذبہ آپ میں موجزن تھا اور یہ فریضہ آپ تادم آخر ادا کرتے رہے۔

خدمتِ سلسلہ کا یہ عالم تھا کہ آپ کے بیٹے حافظ فخر احمد کھوکھر خاکسار سے بیان کرتے ہیں کہ ابا جان کو 2001ء میں جرمنی آنے کا موقع ملا۔جرمنی میں ایک موقع پر آپ کے جاننے والے ایک مربی صاحب نے آپ کو مشورہ دیا کہ مولوی صاحب آپ نے لمبا عرصہ جماعت کی خدمت کی ہے اب آپ ضعیف العمری میں ہیں اس لئے خدمت سے رخصت لیکر یہاں جرمنی میں اسائلم کر کے اپنے بچوں کے پاس وقت گزاریں۔ آپ نے انکے اس مشورہ کو یکسر رد کرتے ہوئے کہا کہ اُس اسائلم کا کیا کروں جو اُدھر کروایا ہوا ہے یعنی وقف زندگی کے حصار میں اپنے آپ کو مقید کیا ہوا ہے۔اہلیہ کی وفات کے بعد آپ اکیلے رہ گئے تو بڑھاپے میں جرمنی آئے اور یہاں بھی گھر کے آرام کو ترجیح نہیں دی بلکہ جماعتی خدمت میں ہی پیرانہ سالی کے باوجود وقت گزارا۔

آپ بہت شگفتہ مزاج کے حامل تھے۔لوگوں کے ساتھ بے تکلفی سے گھل مل جاتے۔مسکراہٹ آپ کے چہرے کا حصہ تھی۔اس شگفتہ مزاجی اور بے تکلفی کی وجہ سے آپ ہر دلعزیز تھے۔چنانچہ آپ نے لوگوں کے رشتہ ناطہ کے مسائل حل کرنے میں ذاتی دلچسپی کے ساتھ سعیٔ جمیلہ کی۔آپ دس سال سے زائد عرصہ انچارج شعبہ رشتہ ناطہ رہے۔اس عرصہ کے علاوہ بھی آپ میدانِ عمل اور اصلاح وارشاد مرکزیہ میں رہتے ہوئے بھی رشتہ ناطہ کے حوالہ سے نافع الناس وجود بنے رہے۔یہ بہت بڑی خدمتِ خلق اور غیرمعمولی ملکہ تھا جو آپ کو طبعاً حاصل تھا۔

مولانا منیر الدین احمد صاحب کا شمار ان معدودے چند واقفین میں ہوتا ہے جنہوں نے تربیت اور دعوت الی اللہ کی غرض سے سلائیڈز دکھانے کا سہارا بھی لیا۔ستر اور اسی کی دہائی میں سلائیڈز دکھا کر جماعتی ترقیات کا بیان کرنا اور احباب جماعت میں نظام جماعت سے محبت، جذبہ وقف اور مالی قربانی کی روح پیدا کرنے کیلئے ایک مفید اور پُرکشش ذریعہ تھا۔چنانچہ آپ نے بھی یہ طریق اپنایا اور اپنے بے تکلف انداز میں سلائیڈز دکھاتے ہوئے روانی کے ساتھ انکی تفصیل بتایا کرتے تھے۔

میدانِ عمل کی مشکلات اور عزیزوں اور بچوں سے دوری اور ہمہ تن جماعتی خدمت میں سرگرم عمل رہنا پرانے مربیان کی سیرت کا لازمہ رہے ہیں۔آپ مشرقی افریقہ دوبارہ گئے اور بحری جہاز کے مشکل سفر کئے۔پہلی بار تین سالہ عرصہ فیملی کے بغیر رہے۔شادی کے تقریباً ایک سال بعد افریقہ چلے گئے۔روانگی سے چند روز قبل آپ کے ہاں پہلی بیٹی کی ولادت ہوئی اور پھر جب آپ واپس آئے تو وہ تین سال کی ہو چکی تھی۔یورپ آپ دو دفعہ متعین رہے اور یہ عرصہ بھی آپ فیملی کے بغیر وہاں رہے۔یوں آپ تقریباً گیارہ سال اپنی فیملی کے بغیر بیرون ملک خدماتِ سلسلہ بجالاتے رہے۔آپ نے اپنے وقف کے عہد کو خوب نبھایا۔جب آپ مستقلاً جرمنی آ گئے ہیں تو آپ کی عمر تقریباً 82سال ہو چکی تھی۔اس عمر میں بھی وہاں بچوں کے ساتھ وقت گزارنے کی بجائے وہاں شعبہ رشتہ ناطہ میں خدمات بجالاتے رہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔آپ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ہمیں اپنے اسلاف کی اقدار کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو آپ کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں آپ کی دعاؤں کا وارث بنائے۔آمین۔

☆...☆...☆

بقیہ: دل و دماغ روحانی سرور سے سرشار ہو گئے از صفحہ نمبر 6

ومسرت سے جھوم اُٹھا کہ اب ہماری مسجدوں کی رونقیں دوبارہ آباد ہوں گی اور مساجد کی روحانی فضا عظیم الشان برکتوں سے معمور ہوگی۔لہٰذا نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے جب انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کی جانب سے مسجد میں ایک وقت میں نمازیوں کی ایک مخصوص تعداد مختص کی گئی ہے۔چونکہ خاکسار کی آج جماعت انٹورپ کی 2جماعتوں (میرکسم، انٹورپن) میں سے دوسری جماعت کی باری ہے لہٰذا آپ باہر انتظار کر سکتے ہیں یعنی اگر متعلقہ جماعت کا کوئی فرد بروقت مسجد آنے سے قاصر ہوا تو آپ کو مسجد میں آنے کی اجازت ہوگی۔انتظامیہ کی جانب سے یہ ہدایات سُن کر خاکسار نماز جمعہ کے وقت سے قبل ہی تیار ہو کر مسجد کے قریب ہی کہیں انتظار کرتا رہا۔انتظار کی یہ کیفیت بہت بے چین اور بے قرار کیے ہوئے تھی۔زیرلب دعاؤں کا سلسلہ بھی جاری تھا۔نہایت عاجزی و دردمندی سے زیرلب یہی دعا تھی کہ یااللہ!تمام مخلوقِ خدا کو اس ناگہانی وبا سے بچائے رکھ، وباء سے متاثرین کو صحت و تندرستی عطا کر، ہم سب کو ابتلاء وآزمائش کی اس گھڑی میں رب ذوالجلال کے حضور سجدہ ریز ہونے کی اُسی سے مدد مانگنے کی توفیق عطا کر۔انہی مضطربانہ دعاؤں میں کہیں گم تھا کہ مسجد انتظامیہ نے خوشخبری سنائی کہ مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے آپ اندر آسکتے ہیں۔3ماہ کے بعد مسجد داخل ہونے کے دوران قلبی و ذہنی کیفیت بیان سے باہر ہے۔مسجد کے درودیوار، سجدہ گاہ دیکھ کر دل ودماغ روحانی سرور سے سرشار ہو گئے۔مسجد میں آنے والے دوست احباب انتہائی خوش اور جذباتی ہو رہے تھے۔ایک دوسرے کے حال و احوال پوچھ رہے تھے۔سلامتی و محبت کی دعاؤں سے مسجد کی فضا روحانیت سے معمور ہو چکی تھی۔الحمدللہ۔اللہ کرے! کہ ہم اسی طرح ایک واحد لاشریک کی طرف رجوع کریں، اس کی رحمت کے طلب گار ہوں۔آمین۔آمین ثم آمین

☆...☆...☆

تبرکات: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ

بچوں کی نیک تربیت

محترمہ مدیرہ صاحبہ رسالہ ''مصباح'' نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ''مصباح'' کا ایک تربیتی نمبر نکالنا چاہتی ہیں اور انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اِس نمبر کے لئے کوئی مختصر سا نوٹ لکھ کر ارسال کروں۔ آجکل مجھے بلڈ پریشر کی زیادتی کی تکلیف ہے اور دورانِ سر کا عارضہ بھی رہتا ہے۔ دوسری طرف جلسہ سالانہ کے قرب کی وجہ سے کام بھی زیادہ ہے مگر میں اس کارِخیر کی شرکت سے محروم بھی نہیں رہنا چاہتا۔ اس لئے چند سطریں مصباحی بہنوں کے لئے لکھ کر بھجوا رہا ہوں۔

میرے دل و دماغ پر یہ خیال ہمیشہ غالب رہا ہے کہ بعض لحاظ سے تربیت کا پہلو تبلیغ کے پہلو سے بھی زیادہ ضروری اور اہم ہے کیونکہ اگر ہم تبلیغ کے ذریعہ ساری دنیا کو بھی مسلمان بنالیں یا سارے مسلمانوں کو احمدی کرلیں مگر وہ پکے اور سچے مسلمان نہ ہوں تو ایسے لوگوں کا ہمیں چنداں فائدہ نہیں بلکہ اس قسم کے لوگ اسلام اور احمدیت کی بدنامی کا موجب ہوسکتے ہیں۔ لیکن اگر تعداد تو تھوڑی ہو مگر مسلمان ہونے والے یا احمدی بننے والے پکے اور مخلص ہوں تو خدا کے فضل سے اس قسم کی تھوڑی تعداد بھی بڑی طاقت کا موجب ہوسکتی ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً م بِإِذْنِ اللّٰهِ (البقرہ:250)

یعنی کتنے ہی تھوڑی تعداد کے لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے حکم سے (یعنی اس کے احکام پر عمل کرکے) بڑی بڑی تعداد والوں پر غالب آجاتے ہیں۔

پس تربیت کا سوال بڑا ضروری ہے اور بڑا اہم ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ مدیرہ صاحبہ رسالہ ''مصباح'' نے اس کی طرف خاص توجہ دینے کا ارادہ کیا ہے۔ خدا کرے کہ وہ اس ارادہ میں کامیاب ہوں اور احمدی ماؤں میں یہ احساس پیدا ہوجائے کہ وہ اپنے بچوں میں اور خصوصاً اپنی لڑکیوں میں اسلام اور احمدیت کی تعلیم بچپن کے زمانہ میں ہی ایسی راسخ کردیں کہ وہ اسلام کی جیتی جاگتی تصویر بن جائیں اور انہیں دیکھ کر لوگ خوش ہوں کہ اُن کے چہروں پر دینداری اور روحانیت کا نور نظر آتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ تربیت کا زمانہ بچے کی ولادت کے ساتھ ہی شروع ہوجاتا ہے۔ اسی لئے ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ جب کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کے پیدا ہوتے ہی اس کے دائیں کان میں اذان کے الفاظ دُہرائے جائیں اور اُس کے بائیں کان میں اقامت کے الفاظ دُہرائے جائیں۔ اس حدیث میں اذان ایمان کی قائم مقام ہے اور اقامت عمل کی قائم مقام ہے۔ گویا یہ تعلیم دی گئی ہے کہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے ایمان اور عمل کی تربیت کا زمانہ شروع ہوجاتا ہے اور ماں باپ کو شروع سے ہی اِس کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ بعض والدین اس غلطی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ پیدا ہونے والا بچہ تو گویا صرف گوشت کا ایک لوتھڑا ہوتا ہے اور بعد میں بھی وہ کئی سال تک دینی اور اخلاقی باتوں کو سمجھنے کے قابل نہیں ہوتا۔ مگر ایسا خیال کرنا بڑی غلطی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غیر شعوری طور پر ولادت کے ساتھ ہی تاثر اور تاثیر کا زمانہ شروع ہوجاتا ہے اور والدین کا فرض ہے کہ اسی زمانہ سے بچوں کی تربیت کا خیال رکھیں اور نگرانی شروع کردیں۔ آجکل علم النفس کی ترقی نے بھی یہی بات ثابت کی ہے جو ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے بظاہر اُمّی ہونے کے باوجود عرب کے صحراء میں فرمائی تھی کہ بچہ کی ولادت کے ساتھ ہی اس کی تربیت کا انتظام کرو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ ماؤں کے قدموں کے نیچے بچوں کے لئے جنت ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر مائیں بچپن سے ہی بچوں کی اچھی تربیت کریں اور ان کے اعمال کی نگرانی رکھیں تو وہ ان کو جنت کے رستہ پر ڈال کر ابدالآباد کی نعمتوں کا وارث بناسکتی ہیں۔

پس میں اپنے اس مختصر سے نوٹ کے ذریعہ احمدی ماؤں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بچپن سے ہی بلکہ بچوں کی ولادت کے ساتھ ہی ان کی تربیت کا خیال رکھنا شروع کردیں اور ان کو ایسے رستہ پر ڈال دیں جو جنت کا رستہ ہے تاکہ بڑے ہوکر وہ اسلام اور احمدیت کے بہادر سپاہی بن سکیں اور ان کے دلوں میں خدا کی محبت اور رسولؐ کی محبت اور مسیح موعودؑ کی محبت ایسی راسخ ہوجائے کہ وہ اس کے لئے ہر جائز قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

تربیت کے معاملہ میں ماؤں کو جن خاص باتوں کا خیال رکھنا چاہئے وہ خدا کے فضل سے قرآن مجید میں تفصیلی طور پر مذکور ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کشتی نوح اور ملفوظات میں بھی ان پر خاص زور دیا گیا ہے۔ احمدی ماؤں کو چاہئے کہ ان کتابوں کو پڑھیں اور پھر بچوں کی تربیت میں ان کتابوں میں درج شدہ ہدایات پر عمل کریں۔ اس خاکسار کے 2 رسالے بھی تربیت کے معاملہ میں ماؤں کے اچھے مددگار بن سکتے ہیں اور احمدی مائیں ان سے بھی کافی فائدہ اٹھاسکتی ہیں۔ ان رسالوں کے نام یہ ہیں۔

(1) اچھی مائیں

(2) جماعتی تربیت اور اس کے اصول

مختصر طور پر احمدی ماؤں کو چاہئے کہ اپنے بچوں میں خصوصیت کے ساتھ مندرجہ ذیل صفات پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یعنی خدا اور رسولؐ اور مسیح موعودؑ کی محبت۔ خلافت کے ساتھ وابستگی۔ نماز کی پابندی۔ دعاؤں کی عادت۔ سچ بولنے کی عادت۔ جماعت کی مالی امداد میں حصہ لینا۔ بوقتِ ضرورت اسلام اور احمدیت کے لئے ہر جائز قربانی کے واسطے تیار رہنا۔ تبلیغ اسلام کا جذبہ۔ دیانت داری۔ گالی گلوچ سے پرہیز۔ ہمدردیٔ خلق اللہ۔ مرکز کی طرف سے جاری شدہ تنظیموں یعنی اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ میں منظم ہوکر رہنا وغیرہ وغیرہ۔

نیز احمدی والدین کو یہ بھی چاہئے کہ جب وہ جلسہ سالانہ یا دوسرے اجتماعوں کے وقت مرکز میں آئیں تو حتی الوسع اپنے بچوں کو بھی ساتھ لائیں اور ان کو سلسلہ کے مختلف ادارے دکھا کر بتائیں کہ یہاں خدمتِ دین کا یہ یہ کام ہوتا ہے تاکہ ان کے دل میں دلچسپی اور وابستگی پیدا ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے بھی ملائیں۔

سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ ماں باپ کا یہ فرض ہے کہ ہمیشہ اپنے بچوں کی دینی اور دنیوی بہتری کے لئے خدا کے حضور دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ سب احمدی والدین ضرور ایسا کرتے ہوں گے لیکن جس بات پر میں اس جگہ خاص زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ احمدی والدین کو چاہئے کہ اپنی دعاؤں میں صرف دنیا کی ترقی کو ہی مدنظر نہ رکھیں بلکہ لازماً اپنے بچوں کی دینی اور روحانی ترقی کی دعا کو بھی اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں شامل کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں فرماتے ہیں کہ ماں باپ کی دعا بچوں کے حق میں خاص طور پر زیادہ قبول ہوتی ہے اور وہ والدین بڑے بدقسمت ہیں جو اپنے بچوں کو ان دعاؤں سے محروم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو اور ہمیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق دے تاکہ جماعت کی آئندہ نسلیں ہمیں بدنام کرنے والی نہ بنیں بلکہ اسلام اور احمدیت کے نام کو روشن کرنے والی بنیں اور ہم خدا کے حضور سرخرو ہوکر پہنچیں۔ آمِیْن یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن

(محررہ 18نومبر 1961ء)

(ماہنامہ مصباح ربوہ دسمبر، جنوری 1961-62ء)

عطیہ برائے کورونا وائرس ری پبلک آف سنٹرل افریقہ

موجودہ عالمی صورتحال میں جہاں کووڈ-19 کی بیماری اپنے عروج پر ہے اور طاقتور قومیں اپنی بقاء کی خاطر کمزور اقوام کے استحصال سے بھی باز نہیں آرہی وہیں خدا تعالیٰ کے مہدی اور مسیح موعودؑ کی جماعت ہے جو خدا کے قائم کردہ پیارے امام کے زیرِسایہ دکھی انسانیت کی خدمت میں دن اور رات ایک کئے ہوئے ہے۔

انہی تاریک دنوں میں گِھرا ایک ملک سنٹرل افریقہ بھی ہے جہاں ایک طرف غربت کا عفریت منہ کھولے بیٹھا ہے اور دوسری طرف کرونا کی بڑھتی وباء ہے جس سے ملک بھر میں 2064 افراد متاثر ہوچکے ہیں اور 7 اموات واقع ہوچکی ہیں۔

اس صورتحال کے پیشِ نظر نیشنل مجلس عاملہ نے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں دعا کے لئے لکھا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی اور ازراہِ شفقت سنٹرل افریقہ کی حکومت کو 1000 ڈالر بطور امداد کی بھی منظوری عطا فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مورخہ 15/06/20 کو سنٹرل افریقہ میں تعینات مشنری مکرم امین بلوچ صاحب، نیشنل صدر جماعت، نیشنل سیکرٹری جنرل صاحب، امام مالک صاحب اور مکرم علی گونیسا صاحب ایڈوائزر ڈپلومیٹ برائے صدر مملکت سنٹرل افریقہ نے شام 5 بجے وزیر مملکت برائے امورِ صحت سے ملاقات کی اور جماعتی تعارف اور جماعت کی دنیا بھر میں انسانی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا فرمودہ 1000 ڈالر جو 600،000 فرانک سیفا بنتا ہے چیک کی صورت میں پیش کیا۔

ملکی میڈیا اور مختلف اخبارات اور ریڈیو کے نمائندگان نے اس تمام کاروائی کو نوٹ کیا اور نشر کیا۔

مکرم علی گونیسا صاحب مشیر صدر مملکت برائے ڈپلومیٹک امور جو اس میٹنگ میں شامل تھے نے صدر مملکت سنٹرل افریقہ کو اس تمام کاروائی کے بارے میں بتایا تو صدر مملکت نے جماعت اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے نیک تمنات کا اظہار کیا۔

(مرزا فرحان احمد بیگ۔ نمائندہ الفضل آن لائن بینن)

لاک ڈاؤن کے بعد مسجد کے درودیوار دیکھ کر

دل ودماغ روحانی سرور سے سرشار ہو گئے

(چوہدری طاہر احمد گل ۔ نمائندہ الفضل لندن (آن لائن) بیلجیم)

بیلجیئم میں کوروناوائرس کی وجہ سے لاک ڈاؤن 13مارچ 2020ء کے بعد سے حکومتی اقدامات کے تحت بیلجیئم کی تمام مساجد اور نماز سینٹرز میں نمازوں کی باجماعت ادائیگیوں پر پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں۔اس دوران نظام جماعت کے تحت حکومت کی جاری کردہ تمام تر ہدایات پر عمل کیا گیا۔ پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بہترین رہنمائی اور زریں ہدایات کی روشنی میں گھروں میں باجماعت نماز اداکرنے کی تحریک کی گئی گئی۔ان لائن درس کا انتظام کیا گیا اس کے علاوہ تمام تر جماعتوں کو اپنے اپنے پروگرامز احتیاطی تدابیر کے ساتھ تیار کرنے کے سرکلر جاری کیے گئے۔

چنانچہ 3ماہ بعد جون 2020ء کو حکومت بیلجیئم کی جانب سے مختلف شرائط و احتیاط کے ساتھ مساجد میں عبادت کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ مساجد ومشن ہاؤسز میں قیام صلوٰۃ کے لیے امیر صاحب جماعت احمدیہ بیلجیئم نے فوری طور پر ایک کمیٹی تشکیل دی۔ چنانچہ اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے بیان کردہ شرائط پرحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اجازت حاصل کی گئی اور عاجزانہ دعا کی درخواست کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو کامیاب کرے۔آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اجازت ملنے کے بعد امیر جماعت بیلجیم کی جانب سے تمام صدرانِ جماعت سے online میٹنگ کی گئی انہیں تمام ترصورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے باہمی مشاورت سے چند اہم ترین فیصلے کیے گئے جن کو ایک سرکلر کے ذریعے افرادِ جماعت تک پہنچایا گیا۔اس اہم ترین سرکلر میں مسجد کھولنے اور نماز کی ادائیگی کے حوالے سے چند ہدایات دی گئیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

نمازیں: پنج وقتہ نمازیں اور نمازِ جمعہ کی ادائیگی ہوگی۔

تعداد نمازی: مسجد میں جگہ کی نسبت سے 100افراد حاضر ہوسکتے ہیں۔

طریقہ نماز: نمازیوں کے درمیان 1.5میٹر کا فاصلہ لازمی ہوگا۔نشان زدہ جگہ پر ہی نماز پڑھنا ہوگی۔

غسل خانہ جات: وضو گھر سے ہی کر کے مسجد حاضر ہوں۔ہرقسم کی سرگرمی کے لیے باتھ روم بند ہوں گے۔

صفائی ستھرائی: مسجد کے گیٹ پر ہاتھ سپرے سے صاف کروائیں، ماسک پہننا لازمی ہوگا اور جائے نماز ہرصورت ساتھ لانا ہوگی۔

بعد ازنماز: نمازوں کے بعد جلد ازجلد مسجد خالی کرنا ہوگی۔باہمی گفتگو اور گپ شپ سے اجتناب بہتر ہے۔

مکرم ومحترم حافظ احسان سکندر صاحب (مشنری انچارج بیلجیئم) بیان کرتے ہیں کہ

وبائی مرض کوروناوائرس کے مہلک اثرات سے بچنے کے لیے حکومت کی طرف سے تمام مذہبی عبادت گاہوں کی بندش نے خاکسار کو تشویس میں مبتلا کر دیا تھا کہ کیا اب خدائے رب ذوالجلال کے گھرویران پڑجائیں گے۔کیا سجدہ گاہیں اپنے نیک بندوں سے محروم ہوجائیں گی؟۔بہت خیال آیا کہ اب افراد جماعت کی اصلاح وتربیت کے امور کیسے سرانجام دیئے جائیں گے؟ مومن بندوں میں آپس میں محبت، اتحاد اور شفقت پیدا کرنے کے لیے باہمی روابط کے ذرائع کیسے پیدا ہوں گے؟۔ان تمام ترخدشات کے باوجود رحمت الٰہی کی اُمید اور واحدہ یگانہ کی مجسم عنایت و رحم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تسکین قلب کے لیے ایسے انتظامات و اسباب پیدا کر دیئے کہ دل اُس ذات کریمہ کی حمد سے بھر گیا۔ اُس پاک ذات پر یقین اور خلافت کے ساتھ والہانہ وابستگی کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہر احمدی گھر رب ذوالجلال کی حمد وثناء کا مرکز بن گیا، گھروں میں پنج وقتہ نمازوں کا التزام ہونے لگا، قرآن کریم فرقان حمید کی پُرمعارف آیتوں کی تلاوت ہونے لگی، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شوق دلوں میں پہلے سے زیادہ بڑھ گیا، غلامِ صادق مہدی آخری الزماں حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی پُرمعارف اور معرکتہ الآرا کتابوں سے فیض یاب ہونے کا ذوق مزید پختہ ہوگیا۔وباء کے دنوں میں احباب جماعت آسمانی وروحانی مائدہ MTA سے بھی خوب مستفید ہونے لگے، اس دوران تقریباً ایک ماہ تک احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کے درسوں نے بھی عوام الناس کے ذہنوں کو علمی وروحانی جلا بخشی۔انتظامی طور پر بھی جماعت احمدیہ کی تمام مجالس (خدام الاحمدیہ، اطفال احمدیہ، انصار اللہ، الجنہ اماء اللہ) نے اپنے طور پر معلوماتی وتربیتی واخلاقی پروگرامز ترتیب دیے جن سے تمام لوگوں نے خوب فائدہ اُٹھایا۔

الغرض ان کلاسز اور پروگرامز میں قرآن کریم ناظرہ، ترجمۃ القرآن، تفسیر القرآن، ترتیل القرآن کے درس سے عوام الناس کی دینی وتعلیمی تربیت میں نمایاں بہتری نظر آئی، لوگوں میں عبادت الٰہی کا شوق بڑھا۔الحمدللہ۔یہی وجہ ہے کہ لاک ڈاؤن کے ختم ہونے کے 3ماہ بعد فرزندانِ توحید اور خلافت احمدیہ کے پروانے جب آج مسجد میں حاضر ہوئے تو ان کے چہرے خوشی وشادمانی سے تمتمارہے تھے، ان کے دل حمد وثناء اور تشکر کے جذبات سے لبریز دکھائی دیتے تھے اُن کی خوشی دیدنی تھی۔اللہ کرے ان کی یہی قربانیاں اور دعائیں قرب الٰہی کا باعث بنیں اور انہیں اس وبائی مرض سے چھٹکارا دے۔آمین ثم آمین

مکرم ومحترم توصیف احمد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ بیلجیم بیان کرتے ہیں کہ جب وباء کے عروج کے زمانے میں حکومت کی طرف سے حفظِ ماتقدم ہدائت نشر کی گئی کہ کوروناوائرس کے مہلک پھیلاؤ کو روکنے کے لیے دیگر اہم اقدامات کی طرح ملک کی تمام مذہبی عبادت گاہیں بھی بند کی جارہی ہیں تو یہ انتہائی غمگین اور رنجیدہ کر دینے والی خبر تھی۔حکومت کی طرف سے مساجد اور انتظامی امور کی بندش کاسُن کر دل بے حد اداس اور غمگین تھا۔دل و دماغ میں بہت سے اندیشے اور سوالات گردش کر رہے تھے کہ مسجد کے روحانی وپاکیزہ ماحول کی عدم موجودگی میں تربیت و اصلاح کے مراحل کیسے طے ہوں گے؟احباب جماعت کی روحانی پیاس بجھانے کے لیے مسجد میں روحانیت کا بابرکت سایہ ہمارے

دلوں کو کیسے تسکین عطا کرے گا؟ ایسے بہت سے سوالوں کے جواب پانے کے لیے خاکسار سمیت دیگر بہت سے افرادِ جماعت بھی متفکر تھے۔اس مشکل اور کٹھن مرحلے پر ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت کی ہر قدم پر بہترین رہنمائی فرمائی، انہیں نصیحت فرمائی کہ ہرمشکل اور مصیبت میں ہر احمدی کو ایک خدا کے سامنے پاک دل کے ساتھ جھکنا چاہیے۔احمدی خاندانوں کو ہدایت فرمائی کہ گھروں میں باجماعت نماز کا اہتمام کرنا ہمارا اولین فرض ہونا چاہیے اس کے علاوہ انتظامی امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے عہدیداران کو درس و تدریس جاری کرنے کی زریں ہدایات جاری فرمائیں۔انہیں ہدایات پرعمل کرتے ہوئے خاکسار نے بھی دیگر احمدی احباب کی طرح گھرمیں روزانہ پانچ وقت نمازوں اور نمازِ جمعہ کا بھرپور التزام کرتے ہوئے ان بابرکت ایام کو ایک خدا کی عبادت میں گزارنے کی بھرپور سعی کی۔

چنانچہ تقریباً 3ماہ کے بعد چند احتیاطی تدابیر کے ساتھ خاکسار جب مسجد کے اندر داخل ہوا تو ایسا محسوس ہوا جیسے بے چین روح کو قرار میسر آ گیا ہو۔رقیق القلبی کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔آج 3ماہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے گھر میں فرحت وشاداں چہروں کے ساتھ لوگوں کو دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف پر مجبور ہوگیا کہ کس طرح بندگانِ توحید اللہ تعالیٰ کی عنایت و اکرام کا شکر گزار ہیں ان کے چہرے خوشی سے معمور اور دل حمد کے ترانوں سے لبریز ہیں۔آج اللہ تعالی کے فضل ورحم کے ساتھ ہر احمدی خوش وخرم ہے، ہر احمدی اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وبائی مرض کو جلد از جلد ختم کرے، مخلوقِ خدا کو صحت وتندرستی سے نوازے اور ہماری ظاہری وروحانی زندگی معمول کے مطابق رواں دواں رہے۔آمین ثم آمین

خاکسار چوہدری طاہر احمد گل کو جب جماعتی انتظامیہ سے خبر ملی کہ 3ماہ کے بعد وباء کی صورتحال دیکھتے ہوئے گورنمنٹ کی جانب سے مذہبی عبادگاہیں چند شرائط وہدایات کے ساتھ کھولی جارہی ہیں تو دل خوشی

بقیہ صفحہ 4 پر

گھوڑے کے متعلق کچھ خصوصیات

(شمائلہ افضل)

رسول کریم ﷺ کا گھوڑوں کے متعلق ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: بہترین گھوڑے وہ ہیں جو سیاہ رنگ کے ہیں جن کی پیشانی اور ناک کے قریب تھوڑی سفیدی ہو پھر وہ گھوڑے جن کے دونوں ہاتھ، پیر اور پیشانی سفید ہو سوا دائیں ہاتھ کے، پھر اگر کالے رنگ کے نہ ہوں تو انہی صفات والا سیاہی مائل سرخ رنگ کا گھوڑا ہو۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ’’یا رسول اللہ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے‘‘۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت میں داخل کیا تو تم اس میں سرخ یاقوت کے جس گھوڑے پر سوار ہونا چاہو گے وہ تمہیں لے کر جنت میں جہاں چاہو گے اڑا کر لے جائیں گے۔

حضرت عروہ بارقیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اونٹ اپنے مالک کے لئے باعث عزت ہوتا ہے اور بکریاں برکت ہیں قیامت تک کے لئے بھلائی گھوڑوں کی پیشانی میں باندھ دی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وہ گھوڑا باعث اجر ہے جسے انسان راہ خدا کے لئے پالے اور اسی کے لئے تیار رکھے۔ اس قسم کے گھوڑوں کے ہر قطرہ جو ان کے پیٹوں میں بھی جائے گا اسے اس شخص کے لئے باعث اجر وثواب لکھا جائے گا اور اگر وہ گھاس والی زمین میں چرانے جائے گا تو جو بھی وہ کھائے گا اس کے بدلہ میں اس شخص کے لئے اجر لکھا جائے گا۔ اگر انہیں بہتی نہر سے پانی پلائے گا تو قطرہ جو گھوڑے کے پیٹ میں جائے گا اس کے بدلے میں اس شخص کو اجر ملے گا اور اگر یہ ایک دو میل دوڑیں گے تو جو قدم گھوڑے اٹھائیں گے اس کے بدلہ میں اس شخص کو ثواب ملے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: رباط ان گھوڑوں کو کہتے ہیں جو دشمن کی سرحد پر حفاظت کے لئے باندھے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دشمن کے مقابل متحد رہنے کا حکم دیتا ہے اور اس رباط کے لفظ سے انہیں مکمل اور پوری تیاری کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ آج کل گھوڑوں کی تعلیم و تربیات کا اسی انداز پر لحاظ رکھا جاتا ہے اور اسی طرح ان کو سدھایا اور سکھایا جاتا ہے (یعنی ٹریننگ کی جاتی ہے) جس طرح آج کل بچوں کو سکولوں میں خاص احتیاط اور اہتمام سے تعلیم دی جاتی ہے۔ اگر ان کو تعلیم نہ ی جائے اور سکھائے نہ جائیں تو وہ باالکل نکمے ہو جائے گے بجائے مفید ہونے کے خوفناک اور مضر ہو جائیں گے۔ نیز آپؑ فرماتے ہیں: بعض گھوڑوں کو دیکھا ہے کہ اگر آقا کے ہاتھ سے چابک گر پڑے تو گھوڑا اپنے منہ سے چابک اُٹھا کر اپنے مالک کو دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پہ برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ عالم کشف میں مجھے وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور کہا گیا کہ یہ ہیں جو اپنی گردنوں پر تیری اطاعت کا جوّا اُٹھائیں گے اور خدا انہیں برکت دے گا۔

حضرت مصلح الموعودؓ کو ایک بار سائیکل کی سواری کا شوق پیدا ہوا اور اس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں کیا۔ آپؑ نے فرمایا۔ مجھے تو سائیکل کی سواری پسند نہیں ہے۔ میں تو گھوڑے کی سواری کو مردانہ سواری سمجھتا ہوں۔ نیز آپؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں گھوڑے کا رواج اس وجہ سے بھی ترقی پا گیا کہ قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ نے جہاد کے لئے گھوڑے رکھنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول کا ایک ذریعہ قرار دے دیا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ سورت انفال کی تفسیر میں فرماتے ہیں تم اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں جو کچھ بھی تیار کر سکتے ہو اپنی قوت کو بڑھا کر گھوڑوں کو خدا کی راہ میں وقف کرو تا کہ اس کے ذریعہ سے دشمن پر تمہارا رعب قائم ہو جائے اور اپنی ریشہ دوانیوں یعنی اپنے فساد سے باز آ جائے۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ نے بار بار مسلمانوں کو ترغیب اور شوق دلایا کہ اگر وہ جہاد کے لئے گھوڑے رکھیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا اجر ملے گا۔ نیز آپؓ نے سورت العٰدیٰت کی تفسیر میں فرمایا والعٰدیٰت ضبحاً کے معنی یہ ہیں کہ اے مسلمانو! آئندہ زمانے میں تمہیں جنگیں پیش آنے والی ہیں تمہاری ملکی چیز (سواری) اونٹ ہیں مگر ہمای نصیحت یہ ہے کہ تمہیں اپنے پاس زیادہ سے زیادہ گھوڑے رکھنے چاہیی کیونکہ وہ جنگ میں اونٹوں سے زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اگر تم گھوڑوں سے زیادہ کام لو گے تو وہ تمہاری فتح کا موجب ہو جائیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ آپ کو گھوڑوں سے بہت پیار تھا اور تمام عمر آپ نے حسب توفیق متعدد گھوڑے رکھے اور اپنے بچے اور بچیوں کو بھی سواری کا شوق دلایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بچوں، پھولوں اور گھوڑوں سے بہت پیار تھا آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں گھوڑے سے اس لئے محبت ہے کہ رسول مقبول ﷺ کو اس سے محبت تھی نیز حضور نے فرمایا کہ مجھے تو فکر ہے کہ جنگ اور ایٹمی لڑائی کے نتیجے میں ٹرانسپورٹ ختم ہو جائے گی اس لئے ابھی سے پاکستانیوں کو گھوڑوں میں دلچسپی لینی چاہئے تا کہ بوقت ضرورت سواری کا سامان میسر ہو۔ حضور نے 9 دسمبر 1972 میں خیل الرحمان گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ کا آغاز فرمایا۔ اس کے لئے حضور نے ’’خیل الرحمان‘‘ نام سے کمیٹی بنائی اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو اس کا صدر مقرر فرمایا۔ اس ٹورنامنٹ میں تمام گھوڑوں کے مالکان احمدی ہوتے اور گھوڑے بھی احمدی مالکان کے ہوتے۔ اس گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ کے تحت ہونے والے مقابلوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بنفس نفیس تشریف لاتے تھے۔ زریں اور مفید ہدایات سے نوازتے اور پوزیشن لینے والے خوش نصیب احباب کو انعامات سے بھی نوازتے۔ اس ٹورنامنٹ میں سب سے زیادہ گھوڑے لانے والے ضلع کے قائد ضلع کو اپنی طرف سے ایک ہزار روپے انعام دیا جاتا۔ ’’خیل الرحمان کلب‘‘ کے چنیدہ کھلاڑی لاہور اور سرگودھا میں ہونے والے ملکی ٹورنامنٹ میں بھی شامل ہوتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ گھوڑوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بہت سی احادیث صرف گھوڑوں کی افزائش یعنی ان کی نسل کو بڑھانے، ان کے حالات کے مطالعہ، ان کی نگہداشت اور ان کو پالنے کے بارہ میں ہے۔ اس کو اکٹھا کرنا شروع کیا گیا ہے اس مجموعہ کا نام ’’کتاب الخیر‘‘ ہے اور یہ ایک کتاب بنتی جا رہی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ گھوڑے کی پیشانی میں تمہارے لئے قیامت تک برکت رکھ دی گئی ہے نیز فرمایا کہ قرآن کریم میں حضرت سلیمانؑ کے متعلق آتا ہے کہ وہ بھی گھوڑوں سے پیار کرتے تھے اور اعلیٰ نسل کے گھوڑے تلاش کرتے تھے اور رکھے ہوئے تھے۔ اسی طرح حضورؒ نے فرمایا کہ میں نے انگلستان سے گھوڑوں کے متعلق کچھ کتب منگوائی ہیں ان سب میں اس بات کو اعتراف کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے گھوڑوں کی اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کی افزائش فرمائی اور اس کام کو منظم کیا۔ فرمایا: میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے گھوڑوں کے متعلق ارشادات جمع کروائے ہیں اور یہ ایک اچھی خاصی کتاب بن گئی ہے اور یہ دیکھ کر حیرت ہوئی ہے کہ آپؐ نے گھوڑوں کی پرورش کے متعلق نہایت قیمتی معلومات فرمائی ہیں جو کسی انگریزی کتاب میں بھی درج نہیں ہیں۔ ایک کتاب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عرب گھوڑا بغیر پانی پیۓ 900 میل تک چلتا چلا گیا۔ اسی طرح حضور نے ایک بار فرمایا تھا کہ کم کھانے سے چستی اور جفاکشی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ عربی نسل کے گھوڑوں کی خوراک دوسری نسل کے گھوڑوں کی خوراک کی نسبت بہت کم ہے لیکن عربی نسل کے گھوڑوں میں چستی اور جفاکشی دوسری نسل کے گھوڑوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ ایک دفعہ حضور کی گھوڑی جس کا نام نسیم بخت تھا کے کندھے میں درد ہو گیا حضور اصطبل میں تشریف لائے اور اللہ داد جو حضور کے گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ اس سے پوچھا کہ ابھی ٹھیک نہیں ہوئی۔ اللہ داد نے عرض کیا کہ دو سال سے علاج ہو رہا ہے ابھی تک گھوڑی ٹھیک نہیں ہوئی۔ حضور نے کہا کہ گھوڑی کو ادھر لاؤ۔ حضور نے چار پانچ منٹ تک گھوڑی کے کندھے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کر کے گھوڑی پر پھونکا۔ فرمایا: ٹھیک ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے والہانہ فضل سے اگلی صبح تک گھوڑی ٹھیک ہو گئی۔ حضور کو اس گھوڑی سے اتنا پیار تھا کہ جب بھی حضور اصطبل میں داخل ہوتے سب جانور دروازے پر آ کر کھڑے ہو جاتے۔ حضور انہیں پیار کرتے اپنے دست مبارک سے چارہ ڈالتے۔ حضور کی وفات کے بعد حضور کے بڑے صاحبزادے مکرم مرزا انس احمد صاحب ایک دفعہ اسی قسم کے لباس میں اصطبل میں تشریف لائے جس لباس میں حضور تشریف لایا کرتے تھے۔ سارے جانور حضور کی یاد میں ان سے پیار کروانے آئے۔ جس گھوڑے پر حضور سواری کیا کرتے تھے وہ گھوڑا ساری رات نہ سویا مسلسل بولتا رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ربوہ کے ساتھ نصیر آباد کے علاقہ میں میں گھوڑ سواری کر رہا تھا۔ چالیس سال پہلے کی بات ہے ریتلا علاقہ تھا اس میں گھوڑا دوڑ رہا تھا۔ اتنے میں گھوڑے کی سائیڈ پر جو سیڈل ہوتی ہے وہ ڈھیلی ہو گئی یا کھل گئی اور میں اسی طرف جھک گیا اور گر پڑا۔ میرا پاؤں رکاب میں رہ گیا۔ گھوڑا رفتار سے بھاگا جا رہا تھا۔ میں دو تین بار اُچھلا اور نیچے گرا گھوڑے نے مجھے پھٹکریاں دیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرا پاؤں رکاب سے نکل گیا۔ گھوڑے نے چکر لگایا اور واپس آ گیا۔ میں اللہ کے فضل سے سلامت رہا۔ گھوڑے کو پکڑا اور اسے تھپکی دی۔

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اصحاب احمد علیہ السلام کی جانثاری اور محبت کے لازوال نمونے

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید نے ہندوستان اور افغانستان کی سرحدات کی تعیین کے کام سے واپس افغانستان جاکر اپنے ایک خاص اور لائق شاگرد حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب کو قادیان بھیجا اور پھر متعدد مرتبہ بھجواتے رہے۔ دسمبر 1900ء میں آخری مرتبہ جب حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب قادیان سے واپس کابل گئے تو علماء کے شکایت لگانے پر آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور پھر علماء کے فتوی کے مطابق آپ کو قید میں ڈال دیا گیا اور اس قید کے دوران ہی آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر آپ کے سانس کو بند کر کے آپ کو شہید کر دیا گیا۔ یہ 1901ء کا واقعہ ہے۔ یہ افغانستان میں کسی احمدی کی محض اللہ کے نام پر پہلی قربانی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہزاروں ہزار رحمتیں اس وجود پر فرمائے جس نے قید و بند کی صعوبتوں کو تو برداشت کرلیا مگر اپنے ایمان کو سلامت رکھا۔ آپ نے موت کو تو گلے لگا لیا مگر دین سے انحراف نہ کیا۔ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس دنیا کی زندگی تو عارضی ہے دائمی زندگی اس کے بعد کی ہے۔ اس لئے آپ نے اس عارضی حیات کو الوداع کہہ کر ہمیشہ کی زندگی کو اختیار کرلیا۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ

آپ کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ ذکر ملتا ہے کہ

’’آپ نے قصبہ مرالی میں پہنچ کر اپنی بیعت کا اعلان کر دیا۔ اس پر قصبہ میں شور برپا ہوا اور شدید مخالفت کا آغاز ہوگیا۔ اہلحدیث مولویوں کی طرف سے مقاطعہ کرادیا گیا۔ لوگ آپ کو کھلے بندوں گالی گلوچ دیتے۔ ایسے کٹھن مرحلہ پر مولانا صاحب آستانہ الٰہی پر جھکنے اور تہجد میں گریہ وزاری میں مصروف ہونے لگے اور خداتعالیٰ نے آپ پر رؤیا و کشوف کا دروازہ کھول دیا۔ اور یہ امر آپ کے لئے بالکل نیا تھا۔ اس طرح آپ کے لئے تسلی کے سامان ہونے لگے.......... سو اب آپ کے ایمان و عرفان میں ترقی ہونے لگی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عشق و وفا بھی بڑھنے لگا اور آپ دیوانہ وار تبلیغ میں لگ گئے۔ جس پر آپ کے ماموں نے جو خسر بھی تھے۔ آپ کو گھر سے نکل جانے پر مجبور کیا اور پولیس سے اس بارہ میں استمداد کی بھی دھمکی دی۔ اس لئے آپ موضع بقاپور چلے آئے۔

یہاں اپنی زمینداری کے باعث مقاطعہ تو نہ ہوا لیکن مخالفت پورے زور سے رہی عوام کے علاوہ آپ کے والدین اور چھوٹا بھائی بھی زمرۂ مخالفین میں شامل تھے۔ البتہ بڑے بھائی مخالف نہ ہوئے۔ ایک روز آپ کی والدہ نے آپ کے والد سے کہا کہ آپ میرے بیٹے کو کیوں برا کہتے ہیں؟ وہ پہلے سے زیادہ نمازی ہے۔ والد صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب کو جن کا دعویٰ مہدی ہونے کا ہے مان لیا ہے۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ امام مہدی کے معنی ہدایت یافتہ لوگوں کے امام کے ہیں۔ ان کے ماننے سے میرے بیٹے کو زیادہ ہدایت نصیب ہوگئی ہے جس کا ثبوت اس کے عمل سے ظاہر ہے اور مولوی صاحب کو اپنی بیعت کا خط لکھنے کو کہا۔ آپ تبلیغ میں مصروف رہے اور ایک سال کے اندر والد صاحب، چھوٹا بھائی اور دونوں بھاوجوں نے بھی بیعت کر لی اور بڑے بھائی صاحب نے خلافت احمدیہ اولیٰ میں بیعت کر لی۔

1905ء تا 1908ء تین سال بقاپور میں ہر طرح کے مالی اور بدنی ابتلاؤں کے گزرے۔ کئی کئی دن فاقہ کشی تک نوبت پہنچی‘‘۔

(اصحابِ احمد جلد 10 ص 215)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ

آپ کا تاریخی نام ’’انظار حسین‘‘ تھا۔ آپ ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔

آپ کا نام حضورؑ نے مہدی کے بارہ میں 313 صحابہ والی پیشگوئی کے پورا ہونے کے سلسلہ میں آئینہ کمالات اسلام اور انجام آتھم میں درج فرمایا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے بارے میں تحریر فرمایا:۔

’’حبی فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب: یہ جوان صالح کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے۔ استقامت کے آثار و انوار اس میں ظاہر ہیں وفاداری کی علامات و امارات اس میں پیدا ہیں۔ ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔ اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھتا ہے اور ادب جس پر تمام مدار حصول فیض کا ہے اور حسن ظن جو اس راہ کا مرکب ہے دونوں سیرتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء‘‘

(ازالہ اوہام صفحہ 433, 432 روحانی خزائن: جلد نمبر 3: صفحہ 532,533)

حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ

حضرت نواب محمد علی خان صاحب ایثار و قربانی کے پیکر، شریعت کے پابند، عاشق خدا، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشق مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ دعاگو، صاحب کشف و الہام بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کا لقب ’’حجۃ اللہ‘‘ بتایا گیا۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے ساتھ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی صاحبزادی محترمہ زینب بیگم صاحبہ کے نکاح کی تجویز قرار پائی تو یہ موقع نواب صاحب کیلئے بڑے کڑے امتحان کا تھا۔ آپ کے تمام عزیز رشتہ دار اس رشتہ کے مخالف تھے۔ انہوں نے قادیان آ کر نواب صاحب کو اس کام سے روکا کیونکہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ اوّل تو ظاہری دنیوی مال و دولت کے اعتبار سے یہ امر مشکل ہے اور دوسرے یہ کہ اس طرح سے مالیر کوٹلہ کی جائیداد سے کچھ حصہ دینا پڑیگا۔ مگر نواب صاحب نے اس موقع پر نہایت اعلیٰ ایمان کا مظاہرہ کیا۔ آپ نے انہیں کہا کہ جب میں ایک شخص کو مسیح موعود مان چکا ہوں تو میں ان کو رشتہ دینے سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ گویا اس وقت آپ بزبان حال اس شعر کے مصداق ہو گئے۔

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

آپ نے فرمایا:

’’جو میں نے دیکھا ہے وہ آپ کو نظر نہیں آ سکتا۔ اتنا آپ سن لیں کہ اگر شریف احمد ٹھیکرا لے کر گلیوں میں بھیک مانگ رہا ہوتا تب بھی شریف احمد کو ہی بیٹی دیتا‘‘۔

(اصحاب احمد: جلد دوم: صفحہ 256)

07/ جولائی 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:17	19:07
مدینہ منورہ	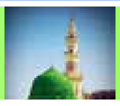	04:08	19:14
قادیان	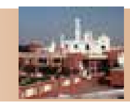	03:51	19:37
ربوہ		03:31	19:17
اسلام آباد ٹلفورڈ	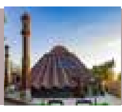	03:27	21:19